14 اپریل 1961

از عدالت الاعظمی

مالک رام
بنام
ریاست راجستھان

(پی بی گجیند رگڈکر، اے کے سرکار، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور این راجا گوپالا آئینگر، جسٹسز)

موٹر گاڑیاں۔ اسکیم پر اعتراض۔ اس طرح کے اعتراض کو سننے کے لیے مقرر کردہ افسر کا اختیار۔ ثبوت کی ریکارڈنگ۔ اسکیم کی منسوخی۔ موٹر وہیکل ایکٹ، 1939 (4 آف 1939)، دفعہ 68-ڈی (2)۔ راجستھان اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ سروسز (ڈیولپمنٹ) رولز، 1960، قاعدہ 7(6)۔

موٹر وہیکل ایکٹ، 1939 کی دفعہ 68-ڈی (2) کے مطابق، "ریاستی حکومت، اعتراضات پر غور کرنے کے بعد اور اعتراض کرنے والے یا اس کے نمائندوں اور ریاستی ٹرانسپورٹ ادارے کے نمائندوں کو اس معاملے میں سماعت کا موقع دینے کے بعد، اگر وہ چاہیں تو اسکیم کی منظوری یا ترمیم کر سکتی ہے۔" زیر بحث ڈرافٹ اسکیم پر اپیل کنندہ کے اعتراضات کو ریاستی حکومت کی طرف سے اس طرح کے اعتراضات کی سماعت کے لیے مقرر کردہ لیگل ریممبرانسر نے راجستھان اسٹیٹ ٹرانسپورٹ سروسز (ڈیولپمنٹ) رولز، 1960 کے رول 7(6) کے تحت سنا، جو ایکٹ کے دفعہ 68- 1 کے تحت بنائے گئے تھے۔ اپیل کنندہ نے مذکورہ افسر سے ثبوت دینے کی اجازت کے لیے درخواست کی تا کہ وہ یہ ظاہر کر سکے کہ پوری اسکیم کو مسترد کر دیا جانا چاہیے۔ افسر نے ان کی درخواستوں کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا

کہ قواعد شواہد کی ریکارڈنگ کے لیے فراہم نہیں کرتے اور راجستھان ہائی کورٹ کے 9 نومبر 1960 کے فیصلے کے مطابق، ایکٹ کی دفعہ 68-ڈی (2) انہیں مسودہ اسکیم کو مکمل طور پر منسوخ کرنے کا اختیار نہیں دیتی۔ اس لیے انہوں نے اپیل گزار کی جانب سے دیے گئے دلائل سنے اور اسکیم کی منظوری دی۔ راجستھان ہائی کورٹ میں ناکام ہونے کے بعد، اپیل کنندہ نے خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل کی۔

فرض کیا، کہ افسر دونوں نکات پر غلطی پر تھا۔ ایکٹ کے دفعہ 68-ڈی (2) سے واضح طور پر مراد ہے کہ جس اتھارٹی کو اسکیم کی منظوری یا ترمیم کرنی ہے، اس کے پاس، اگر وہ مناسب سمجھے تو، اسکیم کو مکمل طور پر مسترد کرنے کا اختیار بھی ہے۔ سیکشن میں الفاظ "منظور ہو سکتے ہیں"، مناسب طریقے سے تعبیر کیے گئے، ان میں "منظور نہیں ہو سکتے" بھی شامل ہونا چاہیے۔

قواعد کے قاعدہ 7(6) میں لفظ "مے" کے بجائے لفظ "شل" کا استعمال، جو بصورت دیگر ایکٹ کے دفعہ 68-ڈی (2) سے ملتا جلتا ہے، کوئی فرق نہیں ڈال سکتا۔ ایکٹ کے دفعہ 68-ڈی (2) کے تحت اعتراضات کی سماعت میں، ریاستی حکومت یا اس کے افسران ایک نیم عدالتی ٹریبونل کے طور پر کام کرتے ہیں اور اعتراضات کی نوعیت اور اس کے تحت سماعت کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ زبانی اور دستاویزی دونوں طرح کے شواہد پیش کرنے پر دفعہ کے ذریعے واضح طور پر غور کیا جاتا ہے۔

گلا پلی ناگیشور راؤ بمقابلہ آندھرا پردیش اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، (1959) ضمیمہ 1 ایس سی آر 319، حوالہ دیا گیا۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فریقین محض کارروائی کو طول دینے کے لیے کسی بھی مقدار میں ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ یہ ریاستی حکومت یا افسر کو طے کرنا ہے کہ آیا جو ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ انکوائری کے لیے ضروری اور متعلقہ ہے یا نہیں اور اگر ایسا ہے تو، ان کے پاس وہ تمام اختیارات ہوں گے جو عدالت کو اس طرح کے ثبوت دینے اور ریکارڈ کرنے پر قابو پانے کے لیے ہیں۔

جہاں دفعہ 68-ڈی (2) کے تحت کسی ڈرافٹ اسکیم کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور اس طرح اسے مسترد کر دیا جاتا ہے، کوئی بھی نئی اسکیم جسے وضع کرنا پڑ سکتا ہے، اسے ایکٹ کے باب IV اے کے ذریعہ مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق تیار کیا جانا چاہیے۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار : 1961 کی دیوانی اپیل نمبر 135۔

1961 کی سول رٹ پٹیشن نمبر 1 میں راجستھان ہائی کورٹ، جودھ پور کے 3 جنوری 1961 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزار کے لیے ایم کے نمبیار، آر کے گرگ، ڈی پی سنگھ، ایم کے رام مورتی اور ایس سی اگروالا۔

جواب دہندگان کی طرف سے ہندوستان کے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایچ این سنیل، راجستھان کے ایڈووکیٹ جنرل جی سی کاسلویال، خان سنگھ اور ڈی گپتا۔

14 اپریل 1961 عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس وانچو- یہ دونوں جڑے ہوئے معاملات موٹر وہیکل ایکٹ نمبر 4-اے کے باب 4-اے کے تحت بنائی گئی اسکیم کی منظوری کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں۔ IV آف 1939 (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے) اور اسے ایک ساتھ نمٹا دیا جائے گا۔ موجودہ مقاصد کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں۔ اپیل کنندہ جے پور اور اجمیر کے درمیان ایک بس چلا رہا تھا جو اسے علاقائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی، جے پور، مورخہ 16، 17 دسمبر 1958 کی قرارداد کے ذریعے تین سال کے لیے دیے گئے اجازت نامے پر تھی۔ اگست، 1960 میں، ریاستی حکومت نے ایکٹ کے دفعہ 68- 1 کے تحت قواعد جاری کیے، جنہیں راجستھان اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ سروسز (ڈیولپمنٹ) رولز، 1960 کہا جاتا ہے (جسے اس کے بعد رولز کہا جاتا ہے)۔ قواعد ایکٹ کے باب 4-اے کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بنائے گئے

تھے اور دیگر باتوں کے ساتھ اسکیموں کی تشکیل، اعتراضات کی سماعت، معاوضے کا تعین اور ادائیگی، اور دیگر اتفاقی معاملات کے لیے فراہم کیے گئے تھے۔ جے پور–اجمیر روٹ پر قبضہ کرنے کے لیے 7 ستمبر 1960 کو ایک ڈرافٹ اسکیم شائع کی گئی۔ اپیل کنندہ نے اس کے نوٹیفکیشن کے ذریعے دیے گئے وقت کے اندر ڈرافٹ اسکیم پر اعتراضات کیے۔ ریاستی حکومت نے قواعد کے اصول 7 کے تحت اعتراضات کی سماعت اور فیصلہ کرنے کے لیے لیگل ریمیمبرنسر کا تقرر کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دوران کچھ بس آپریٹرز نے راجستھان ہائی کورٹ کے سامنے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست دائر کی تھی جس میں ایکٹ کی دفعہ 68–ڈی کی آئینی حیثیت اور ریاستی حکومت کے ذریعے بنائے گئے قواعد کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا تھا۔ اس درخواست کو خارج کر دیا گیا اور ہائی کورٹ نے قاعدہ 7(6) پر غور کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ڈرافٹ اسکیم کو منسوخ کرنے کے اعتراضات کی سماعت کرنے والے افسر کے لیے یہ کھلا نہیں ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت بھی ایسا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ فیصلہ 9 نومبر 1960 کو دیا گیا تھا، ڈرافٹ اسکیم 21 نومبر 1960 کو اعتراضات سننے کے لیے مقرر کردہ افسر کے سامنے غور کے لیے پیش کی گئی۔ اس کے سامنے ایک درخواست دی گئی تھی کہ اپیل کنندہ کو درخواست میں بیان کردہ حقائق کے نکات پر ثبوت دینے کی اجازت دی جانی چاہیے تاکہ افسر اعتراضات کا منصفانہ فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہو۔ اس درخواست کو افسر نے اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ گواہوں کے ثبوت ریکارڈ کرنے کے لیے قواعد میں کوئی التزام نہیں تھا۔ اس کے بعد یہ معاملہ 23 نومبر 1960 کو زیر غور آیا۔ اس تاریخ کو ایک اور درخواست دائر کی گئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ اپیل کنندہ یہ ظاہر کرنے کے لیے ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے کہ ڈرافٹ اسکیم کو مکمل طور پر مسترد کیا جانا چاہیے، اور یہ دلیل دی گئی تھی کہ راجستھان ہائی کورٹ کا یہ نظریہ کہ ڈرافٹ اسکیم کو منسوخ کرنے کے لیے افسر کے لیے کھلا نہیں تھا، غلط تھا۔ افسر نے اس درخواست کو بھی اس مشاہدے کے ساتھ مسترد کر دیا کہ وہ راجستھان ہائی کورٹ کے فیصلے سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اگر ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی تشریح میں کچھ غلط تھا تو علاج کہیں اور تھا۔ اس کے بعد افسر نے اپیل کنندہ کو اس معنی میں سماعت دی کہ اس نے اپیل کنندہ کی جانب سے دلائل سنے اور 7 دسمبر 1960 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے ڈرافٹ اسکیم کی منظوری دی۔ اس کے بعد منظور شدہ اسکیم 12 دسمبر 1960 کو شائع کی گئی۔ 9 جنوری 1961 کو، علاقائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے اپیل کنندہ کو مطلع کیا کہ اس کا اجازت نامہ 26 جنوری 1961 سے منسوخ کر دیا گیا تھا، یا ایسی بعد کی تاریخ جس سے راجستھان اسٹیٹ روڈ ویز کی بسیں مذکورہ روٹ پر چلنا شروع ہو

جاتی ہیں۔اس دوران، اپیل کنندہ نے راجستھان ہائی کورٹ کا رخ کیا، اور اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے ''رخصت'' کی اس کی درخواست کو بھی مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دی جسے منظور کر لیا گیا؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے ہمارے سامنے دو اہم نکات پر زور دیا گیا ہے، یعنی (1) افسر کا یہ خیال غلط تھا کہ اس نے ڈرافٹ اسکیم کو مکمل طور پر مسترد کرنے کے لیے تیار نہیں تھا، اور (2) افسر کا یہ مؤقف غلط تھا کہ وہ ثبوت نہیں لے سکتا، چاہے وہ زبانی ہو یا دستاویزی، اور ایکٹ کی دفعہ 68–ڈی کے تحت اسے جو کچھ کرنا تھا وہ دونوں طرف سے دلائل سننا تھا۔یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ افسر کے ان دو غلط فیصلوں کے پیش نظر دفعہ 68–ڈی کے تحت اعتراضات سے نمٹنے کے لیے اس کا نقطہ نظر بالکل غلط تھا، جس کے نتیجے میں اعتراضات کی کوئی موثر سماعت نہیں ہوئی اور ان حالات میں اسکیم کو کوئی منظوری نہیں دی گئی جو مسترد کیے جانے کے قابل ہیں اور اپیل کنندہ حقیقی معنوں میں" سماعت کا حقدار ہے" جس میں وہ الفاظ دفعہ 68–ڈی (2) میں استعمال کیے گئے تھے۔

ری۔(i)۔

دفعہ 68–2D)) جس سے ہمارا تعلق ہے ان الفاظ میں ہے:-

" ریاستی حکومت، اعتراضات پر غور کرنے کے بعد اور اعتراض کنندہ یا اس کے نمائندوں اور ریاستی ٹرانسپورٹ ادارے کے نمائندوں کو اس معاملے میں سماعت کا موقع دینے کے بعد، اگر وہ چاہیں تو اسکیم کی منظوری یا ترمیم کر سکتی ہے۔

راجستھان ہائی کورٹ کی طرف سے 9 نومبر 1960 کے اپنے فیصلے میں لیا گیا نظریہ ایسا لگتا ہے کہ یہ دفعہ اسکیم کی منسوخی کا جواز پیش نہیں کرتا ہے۔ہماری رائے ہے کہ یہ نظریہ درست نہیں ہے۔سیکشن 68–ڈی (2) جو فراہم کرتا ہے وہ یہ ہے کہ فریقین کو سننے کے بعد ریاستی حکومت ڈرافٹ اسکیم کو منظور یا ترمیم کر سکتی ہے۔ہماری رائے میں اس سے واضح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس اتھارٹی کو اسکیم کی منظوری یا ترمیم کرنی ہے، اس کے پاس یہ اختیار بھی ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو اسکیم کو بالکل بھی منظور نہ کرے۔سیکشن 68–ڈی (2) کے تحت ریاستی حکومت کے سامنے جو کچھ ہے وہ ایک ڈرافٹ اسکیم ہے۔اس ذیلی دفعہ میں کہا گیا ہے کہ ریاستی حکومت اسکیم کو منظور یا ترمیم کر سکتی ہے؛ اس کا مطلب یہ نہیں

ہے کہ ریاستی حکومت ترمیم کے ساتھ یا اس کے بغیر اسکیم کو منظور کرنے کی پابند ہے۔ ایک اختیار جسے کسی تجویز کی منظوری یا ترمیم کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، یقینی طور پر ہماری رائے میں یہ کہنے کا اختیار رکھتا ہے کہ وہ" تجویز کو بالکل بھی منظور نہیں کرے گا، کیونکہ معقول تشریح پر" منظور ہوسکتا ہے" الفاظ میں" منظور نہیں ہو سکتا" شامل ہیں۔ اگر کوئی شخص منظوری دے سکتا ہے تو وہ منظوری دینے کا پابند نہیں ہے۔ اس مرحلے تک جب ذیلی دفعہ (2) کے تحت سماعت ہوتی ہے تو ڈرافٹ اسکیم محض ریاستی حکومت کے سامنے ایک تجویز ہوتی ہے اور یہ تب ہی موثر ہوگی جب وہ ترمیم کے ساتھ یا اس کے بغیر اس کی منظوری دے۔ لیکن اس اختیار سے واضح طور پر یہ کہنے کا اختیار ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ڈرافٹ اسکیم کو بالکل بھی منظور نہیں کرتا؛ اور اگر یہ کہتا ہے کہ، ڈرافٹ اسکیم کو مسترد کر دیا جائے گا اور ریاستی ٹرانسپورٹ ادارے کو منظوری کے لیے ایک اور اسکیم پیش کرنی پڑ سکتی ہے۔ جب دفعہ 68–ای منسوخی کی بات کرتی ہے تو اس سے مراد دفعہ 68–ڈی (3) کے تحت پہلے سے منظور شدہ اسکیم ہے، اور اس متن میں لفظ" منسوخی" مناسب طریقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دفعہ 68–ای کسی اسکیم کو منسوخ کرنے کا بندوبست کرتی ہے جو پہلے ہی منظور ہو چکی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت ریاستی حکومت کے لیے یہ کہنا کھلا نہیں ہے کہ اعتراضات سننے کے بعد وہ اس اسکیم کو بالکل بھی منظور نہیں کرتی جسے منظوری کے لیے مسودے کے طور پر اس کے سامنے رکھا گیا ہے۔ لہذا ہماری رائے ہے کہ دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت ریاستی حکومت اعتراضات سننے کے بعد یہ کہہ سکتی ہے کہ وہ ڈرافٹ اسکیم کو بالکل بھی منظور نہیں کرتی، ایسی صورت میں ڈرافٹ اسکیم کو مسترد کر دیا جائے گا اور ریاستی ٹرانسپورٹ ادارے کو باب IV-A میں فراہم کردہ طریقہ کار کے مطابق ایک نئی اسکیم تیار کرنی پڑ سکتی ہے۔ اس لیے افسر غلط تھا۔ یہ کہتے ہوئے کہ اس کے پاس اس اسکیم کو اس معنی میں مسترد کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس کی منظوری کو مکمل طور پر روک سکتا ہے، حالانکہ ہم یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ وہ اس نتیجے پر پہنچا کیونکہ راج تھان ہائی کورٹ کے پہلے فیصلے کی وجہ سے تھا۔

جہاں تک قواعد کے اصول 7(6) کا تعلق ہے، یہ دفعہ 68–2D)) کی طرح ہی ہے اور اس لیے اس کا مطلب وہی ہونا چاہیے جو ہم نے دفعہ 68–ڈی (2) کے حوالے سے اوپر کہا ہے۔ اگر، تاہم، دفعہ 68–ڈی (2) میں ظاہر ہونے والے لفظ" ہوسکتا ہے" کی جگہ قاعدہ 7(6) میں لفظ" ہوگا" کا استعمال کرنے کا ارادہ اعتراضات کی سماعت کرنے والے افسر کے اختیار کو کم کرنا ہے، تو قاعدہ دفعہ 68–ڈی (2) میں فراہم کردہ حد سے آگے جانا برا ہوگا۔ لیکن ہمیں نہیں لگتا کہ قاعدہ 7(6) میں لفظ

"ہوگا" کے استعمال سے کوئی فرق پڑتا ہے، کیونکہ لفظ "ہوگا" کو انگریزی گرائمر کے قوانین کے مطابق وہاں استعمال کرنا پڑتا ہے اور اس کی دفعہ 68–ڈی (2) میں استعمال ہونے والے لفظ "ہوسکتا ہے" سے بڑی طاقت نہیں ہے۔

ریاست راجستھان کی طرف سے پیش ہونے والے فضل ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل نے اس بات کا مقابلہ نہیں کیا کہ جو ہم نے اوپر کہا ہے وہ دفعہ 68–ڈی (2) اور قاعدہ 7(6) میں صحیح موقف تھا۔

ری۔(ii)،

اگلا سوال دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت سماعت کا دائرہ کار ہے۔ افسر نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ سماعت کا دائرہ کار صرف دلائل کی سماعت تک محدود ہے اور اس سے زیادہ نہیں، اور اسی وجہ سے اس نے اپیل کنندہ کی اہم ثبوت کے لیے درخواست کو مسترد کر دیا، چاہے وہ زبانی ہو یا دستاویزی۔ اب اس عدالت نے اولا پلی ناگیشور راؤ بمقابلہ آندھرا پردیش اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ((1959) ضمیمہ 1 ایس سی آر 319) میں فیصلہ دیا ہے کہ ریاستی حکومت دفعہ 68–ڈی کے تحت سماعت کرتے وقت نیم عدالتی ٹریبونل کے طور پر کام کرتی ہے۔ سماعت کا مقصد یہ ہے کہ ریاستی حکومت کو خود کو مطمئن کرنا ہوگا کہ دفعہ 68–سی کے تحت تشکیل دیے گئے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ کی رائے، یعنی کہ یہ اسکیم ایک موثر، مناسب، اقتصادی اور مناسب طریقے سے مربوط روڈ ٹرانسپورٹ سروس فراہم کرنے کے مقصد سے ہے، درست ہے۔ تمام اعتراضات یہ ظاہر کرنے کے لیے کیے گئے ہیں کہ یہ اسکیم ایک موثر، مناسب، اقتصادی اور مناسب طریقے سے مربوط سڑک نقل وحمل کی خدمت فراہم نہیں کرتی ہے۔ لہذا اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کہ ڈرافٹ اسکیم اس نوعیت کی ٹرانسپورٹ سروس فراہم کرتی ہے، ریاستی حکومت کو ایک نیم عدالتی اتھارٹی کے طور پر اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے مواد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ نیم عدالتی اتھارٹی کے سامنے سماعت کا مطلب محض ایک دلیل نہیں ہے۔ اس میں مناسب معاملات میں زبانی اور دستاویزی دونوں طرح کے ثبوت شامل ہوسکتے ہیں۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ دفعہ 68–ڈی (2) میں موجود دفعات کے دائرہ کار اور اس کے تحت سماعت کے مقصد میں، ثبوت لینا، چاہے وہ زبانی ہو یا دستاویزی، جو کسی بھی فریق کے ذریعہ پیش کرنا مطلوب ہو، ریاستی حکومت کے مسودہ اسکیم کے اعتراضات کے حوالے سے کسی منصفانہ نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ضروری ہوسکتا ہے۔ اس لیے ہم افسر سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت سماعت میں کوئی ثبوت لینے کا کوئی وارنٹ نہیں ہے۔ اعتراضات کی نوعیت اور جس مقصد کے

لیے سماعت کی جاتی ہے، اس پر غور کرتے ہوئے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ زبانی یا دستاویزی ثبوت پیش کرنا، دفعہ 68–ڈی (2) میں زیر غور سماعت کے اندر سمجھا جاتا ہے۔اس لیے افسر کا یہ مؤقف غلط تھا کہ فریقین کے لیے اپنے سامنے ثبوت پیش کرنا کھلا نہیں تھا اور وہ صرف ایک طرف ڈرافٹ اسکیم اور دوسری طرف اپنے تحریری اعتراضات کی بنیاد پر اپنے دلائل پیش کرنے تک محدود تھے۔

تاہم ہم اس بات کی طرف اشارہ کرسکتے ہیں کہ شواہد (دستاویزی یا زبانی) پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فریقین اپنی مرضی کے مطابق ثبوت پیش کر سکتے ہیں اور کارروائی کو غیر معمولی طور پر بڑھا سکتے ہیں اور سماعت کرتے وقت ریاستی حکومت اس کی جانچ کرنے سے قاصر ہوگی۔ہمیں صرف اس بات کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے کہ اگرچہ دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت ثبوت لینا پڑ سکتا ہے لیکن اس کی پیروی نہیں ہوتی، کہ ہر معاملے میں ثبوت ضروری ہوگا۔لہذا یہ ریاستی حکومت یا اس معاملے میں متعلقہ افسر کا کام ہوگا کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ آیا کوئی فریق ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے کہ آیا سب سے پہلے ثبوت اس کے سامنے کی تحقیقات کے لیے ضروری اور متعلقہ ہے یا نہیں۔اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثبوت ضروری ہے، تو یہ اس فریق کو ایک معقول موقع فراہم کرے گا جو تحقیقات سے متعلق اور معقول ثبوت دینے کے لیے ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس ثبوت دینے اور ریکارڈ کرنے پر قابو پانے کے تمام اختیارات ہوں گے جو کسی بھی عدالت کے پاس ہیں۔لہذا ریاستی حکومت یا سماعت دینے والے افسر کے اس حد سے زیادہ طاقت کے تابع، فریقین دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت سماعت کے دوران دستاویزی یا زبانی ثبوت دینے کے حقدار ہیں۔

جو ہم نے اوپر کہا ہے اس کے پیش نظر اس معاملے میں افسر کا نقطہ نظر دونوں نکات پر غلط تھا۔اس کے خیال میں وہ غلط تھا کہ اس اسکیم کو مسترد کرنا اور منظوری کو مکمل طور پر روکنا اس کے لیے کھلا نہیں تھا۔ان کا یہ خیال بھی غلط تھا کہ ثبوت لینا ان کے لیے کھلا نہیں تھا، چاہے وہ زبانی ہو یا دستاویزی، حالانکہ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے کہ اس ثبوت پر قابو ان کے اندر ہونا چاہیے۔ہمارے ذہن کے ساتھ اس غلط نقطہ نظر کا نتیجہ یقینی طور پر یہ رہا ہے کہ اپیل کنندہ کو ایسی سماعت نہیں ملی جس کا وہ دفعہ 68–2D) کے تحت حقدار تھا۔ان حالات میں ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ اسکیم کی منظوری دفعہ 68–ڈی (2) کے تحت مناسب سماعت کے بغیر تھی، جو اس معاملے میں دلائل کو مکمل طور پر سننے کے باوجود، متعلقہ افسر کی طرف سے اسکیم کو دی گئی منظوری کو خراب کرتی ہے۔لہذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اسکیم کی منظوری دینے والے متعلقہ افسر کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ اسکیم کے مسودے پر مذکورہ افسر یا ایسے

دوسرے افسر کے ذریعے دوبارہ غور کیا جائے جسے ریاستی حکومت سماعت کے بعد اس کے بعد مقرر کرے۔اپیل کنندہ ریاست راجستھان سے اپنے اخراجات حاصل کرے گا۔

ان حالات میں رٹ پٹیشن میں کسی حکم کی ضرورت نہیں ہے، جسے اس طرح مسترد کر دیا جاتا ہے۔ہم رٹ پٹیشن میں اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم جاری نہیں کرتے۔

درخواست مسترد کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document